VFAST Transactions on Islamic Research
http://vfast.org/journals/index.php/VTIR@ 2022, ISSN(e):2309-6519, ISSN(p): 2411-6327
Volume 10, Number 2, April-June, 2022 pp: 20-39

# Children's Rights in the Light of Islamic Teachings and the International Convention on the Rights of the Child CRC: An Analytical Study

# اسلامی تعلیمات اور حقوق اطفال کے عالمی کنونشن CRC کی روشنی میں بچوں کے حقوق: ایک تجزیاتی مطالعہ

Dr. Burhan uddin[1], Muhammad Ayaz [2]& Arsala Khan [3]

[1]Assistant Professor, Department of Islamic Studies, G.P.G Jehanzib College, Saido Sharif, Sawat,KP, Pakistan
[2]Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, G.P.G Jehanzib College, Saido Sharif, Sawat, KP, Pakistan
[3]Assistant Professor, Department of Islamic Studies, G. Docter Khan Shaheed College, Kabal, Sawat, KP, Pakistan
*Corresponding author email address: burhanuddinjcs@gmail.com

**ABSTRACT**

*Background/Introduction:The Rights that Islam has given to children, cannot be extended to the west and Europe. For every stage of life, from pregnancy to death, the universal principles of human nature are given. As soon as he born, he is commanded to provide the best food, to have a good name and to celebrate it. From the beginning, he is commanded to train well. The rights enshrined in the Universal Declaration of the rights of the child are superficial and inadequate. And most of the emphasis in the convention is on the freedom, which creates an environment of wandering. Conclusion: According to Islamic Teachings, every child is born with the nature of Islam, and after birth his environment makes him a Jew or a Christian or a magian. The Islamic way of life and education is very different from the way of Europe and the west. Here in Islamic Teachings the child can be allowed to be reprimanded, if necessary, while there in West, the child is left unchecked. This article outlines the limitations of children's rights in the light of Islamic teachings and CRC (Convention on the Rights of Children) along with the characteristics of Islamic teachings.*

**KEYWORDS**

Islam, UDHR, CRC, Rights, Quran, Hadith, Engagement, Marriage, etc.

JOURNAL INFO
HISTORY: Received: April 19, 2022 Accepted: June 20, 2022 Published: June 30, 2022

## 1. تعارف (Introduction)

چھوٹے بچے کو عربی میں طفل کہا جاتا ہے۔ ابن منظور کے قول کے مطابق ہر حیوان کے نومولود اور چھوٹے بچے کو طفل کہا جاتا ہے:

"والطفل الصغير من كل شيء"[1] والطِّفْلُ بالكسر : الصَّغيرُ من كلِّ شيءٍ أو المَوْلودُ وولَدُ كلِّ وحْشِيَّةٍ[2] صبی کو اس کی پیدائش سے لے کر بلوغت تک "طفل" کہا جاتا ہے۔"

قرآن کریم میں اسی معنی کے لیے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

"ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا"[3] پھر تمہیں بچہ کی صورت میں نکالتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: "أو الطفل الذين لم يظهروا على عورات النساء"[4] یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں۔"

جب جنگ عظیم اول ودوم میں انسانی جانوں کی ضیاع ہوئی اور اقوام عالم کو انسانی افراد کی کمی کا سامنا کرنا پڑا تو نسل انسانی کو بچانے کی خاطر "حقوق انسانی" کا نعرہ لگایا گیا ۔10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم کی نمائندہ تنظیم اقوامِ متحدہ نے "انسانی حقوق کا عالمی منشور" Universal Declaration of Human Rights1948 پاس ہوا جس میں اس حوالے سے 30 دفعات موجود ہیں۔ اُن دفعات میں فرد (خواہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا جوان) کی آزادی، معاشرے کے افراد میں مساوات اور عدل وانصاف کے بارے میں تجاویز دیئے گئے ہیں۔ اہل مغرب اس منشور کو "انسانیت کا معیار" مانتے ہیں۔ مذکورہ دفعات میں انسانی حقوق کے احترام لازمی قرار دی گئی ہے۔ اور اتفاق کیا گیا ہے کہ ہر انسان کو اُس کے بنیادی حقوق ملنے

(cc) BY
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

چاہیئے اور یہ کہ تمام انسانوں کو بلا امتیاز اُن کے جائز حقوق دینے میں تامل، اور ان حقوق میں رنگ، نسل، زبان، جنس اور مذہب کی تمیز روا نہیں رکھنی چاہیئے۔ خصوصی طور پر بچوں کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے کہ بچہ اور زچہ خصوصی توجہ اور امداد کے مستحق ہیں۔ سارے بچے خواہ وہ شادی سے پہلے پیدا ہوئے ہو یا شادی (نکاح) کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔ "والدین کو اس بات کے انتخاب کا اوّلین حق ہے کہ اُن کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی[5]۔

اس کے بعد دفعات کی مزید وضاحت کے لئے "بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن" CONVENTION ON THE RIGHTS OF CHILDEREN(CRC) کے نام پر ایک کنونشن ہوا جو 20 نومبر 1989 کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 25/44 کے ذریعہ دستخط، توثیق اور الحاق کے لیے اپنایا اور کھول دیا گیا۔ اور جو آرٹیکل 49 کے مطابق 2 ستمبر 1990 کو نافذ کیا گیا۔ اس کنونشن کے 54 دفعات ہیں۔ جس میں بچے کے زندگی کی مختلف پہلوں کو دیکھ کر حقوق دئے گئے ہیں۔ معذور بچوں کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔ بے گھر بچوں کے لئے کافی تگ ودو کی گئی ہے۔ بچوں کے جسمانی وذہنی تعلیم وصحت کو برقرار رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ بچے سے مراد 18 سال سے کم عمر فرد ہے۔ آرٹیکل 9 میں بدسلوکی کے خدشے کے پیش نظر بچے کو والدین سے علیحدہ کیا جائے گا۔ آرٹیکل 12 میں بچے کے آزادانہ خیالات کو متاثر کرنے والے تمام امور قابل مواخذہ ہیں۔ 13 میں اظہار رائے کی آزادی کی شکل میں بچہ ہر قسم معلومات اور خیالات تلاش کرنے، وصول کرنے اور فراہم کرنے میں آزاد ہوگا۔ آرٹیکل 13 اور 18 کی دفعات کو ذہن میں رکھتے ہوئے، بچے کی معلومات اور اس کی فلاح وبہبود کو نقصان پہنچانے والے مواد سے بچانے کے لیے مناسب ہدایات کی ترقی کی حوصلہ افزائی کریں۔ آرٹیکل 19 میں بچے کو ہر قسم کے جسمانی یا ذہنی تشدد، چوٹ یا زیادتی، نظرانداز یا غفلت برتنے، بدسلوکی یا استحصال بشمول جنسی استحصال سے بچانے کے لیے تمام مناسب قانون سازی، انتظامی، سماجی اور تعلیمی اقدامات کریں گی۔ نیز روک تھام کی دیگر اقسام بھی عمل میں لائیں جائیں گے۔ آرٹیکل 21(a) کے مطابق بچے کو گود لینا صرف مجاز حکام کے پاس ہے۔ آرٹیکل 34 میں جنسی استحصال کا ذکر ہے۔ آرٹیکل 36(a) کسی بچے کو تشدد یا دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا ہتک آمیز سلوک یا سزا کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔ اٹھارہ سال سے کم عمر افراد کی طرف سے کئے گئے جرائم کے لیے نہ تو سزائے موت اور نہ ہی عمر قید رہائی کا امکان ہے۔ آرٹیکل 38(2) میں ریاستی فریق اس بات کو یقینی بنانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کریں گے کہ جن افراد نے پندرہ سال کی عمر حاصل نہیں کی ہے وہ دشمنی میں براہ راست حصہ نہ لیں۔

بچپن کا مرحلہ انسانی زندگی کا ایک اہم جزو ہوتا ہے۔ علم ومعلومات کی ابتدا، اس مرحلے سے شروع ہو جاتی ہے۔ بعام وشراب کے ساتھ دوسرے امورِ زندگی کے ساتھ اُس کا واسطہ پڑتا ہے۔ ہر اچھی اور بُری عادت کو قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ نہ صرف قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے بلکہ ہمیشہ کے لیے اُس کے ذہن میں نقش ہوتا ہے۔ یہ مرحلہ زندگی کے بننے اور بنانے کا مرحلہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اسلام نے خصوصی طور پر اس مرحلے پر بچوں کے ساتھ انتہائی احتیاط سے برتاؤ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ماں کی پیٹ سے لے کر زمین کی پیٹ تک اسلام نے بچے کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ جیسا کہ:

## 2. جنین کی حیثیت سے مقام:

حالت حمل میں بھی بچہ قابل احترام ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

"دو عورتیں تھیں، ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا جس سے اس کے پیٹ کا حمل گر گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں ایک غلام یا باندی کا دیت میں دیئے جانے کا فیصلہ کیا[6]۔"

اور ہدایہ میں ہے:

"وَإِنْ مَاتَتْ الْأُمُّ مِنْ الضَّرْبَةِ ثُمَّ خَرَجَ الْجَنِينُ بَعْدَ ذَلِكَ حَيًّا ثُمَّ مَاتَ فَعَلَيْهِ دِيَةٌ فِي الْأُمِّ وَدِيَةٌ فِي الْجَنِينِ ) لِأَنَّهُ قَاتِلُ شَخْصَيْنِ[7] "اور اگر ماں مار سے مر گئی پھر اس کے بعد بچہ زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا۔ تو اس پر ماں اور بچے دونوں کی دیت ہو گی۔ کیونکہ در حقیقت وہ دو افراد کا قاتل ہے۔"

## 3. طفولیت

ارشاد ربانی ہے:

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا۔ (کیونکہ) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے[8]۔"

"اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں[9]۔"

قتل اولاد ایک جرم شنیع ہے:

"اور جب لڑکی سے جو زندہ دفنادی گئی ہو پوچھا جائے گا، کونسے گناہ کے وجہ سے تو قتل ہوئی[10]۔"

"جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بیوقوفی سے بے سمجھی سے قتل کیا اور خدا پر اجھوٹ باندھ کر اس کی عطاکی ہوئی روزی کو حرام ٹھہرایا وہ گھاٹے میں پڑ گئے وہ بے شبہ گمراہ ہیں اور ہدایت یافتہ نہیں ہیں[11]۔"

## 4. شباب

نوجوانی کا زمانہ بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے: جوانوں میں صفاتِ جمیلہ کے پیدا کرنے کی اہمیت اس آیت سے معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ سیدنا لقمان کے اپنے بیٹے کو نصیحت سے معلوم ہوتا ہے:

"اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے[12]۔"

"(لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں۔ خدا اُس کو قیامت کے دن لاموجود کرے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا باریک بین (اور) خبردار ہے۔ بیٹا نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کے کرنے کا امر اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا۔ بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ اور (ازراہ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا۔ کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں اعتدال کئے رہنا اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ (اُونچی آواز گدھوں کی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب آوازوں سے بُری آواز گدھوں کی ہے[13]۔"

اسلام دور شباب میں عقیدے کے اصلاح چاہتا ہے۔ ایک طویک حدیثِ پاک کا ٹکڑا ہے:

"سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالی قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے سایہ دے گا جبکہ اس کے عرش کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں جوانی پائی[14]۔"

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا، آپ نے فرمایا'' :اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور) تقدیر کے (صحیفے خشک ہو گئے ہیں[15]"

یہ حدیث تو نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایک مکمل ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ:

أ. حکم کے لحاظ سے تو حدیث عام ہے لیکن روئے سخن نوجوانوں کی طرف ہے کیونکہ " يا غلام "کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ب. " احفظ الله يحفظك " کے مختصر الفاظ گویا سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔

ت. نوجوان میں عزت، کرامت اور قوت نفس پیدا کرنی والے ذات سے تعلق جوڑنے کے لیے " إذا سألت فاسأل الله "فرمایا۔

**ث.** نوجوانوں میں تقدیر پر ایمان اور یقین رکھنے کی کوشش کرانے کی طرف اشارہ ہے: "اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔

### 5. اخلاقی آداب سکھانا:

کھانے کے ادب کے بارے میں ایک صحابی رسول ﷺ سے مروی ہے:

"میں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور) کھاتے وقت (میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا[16]۔"

### 6. بڑوں کا احترام سکھانا:

ایک حدیث میں آتا ہے:

"محیصہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کسی نے قتل کیا تھا۔ اس سلسلے میں عبدالرحمٰن بن سہل (عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بھائی) اور مسعود کے دونوں صاحبزادے محیصہ اور حویصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، گفتگو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے شروع کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو تم لوگوں میں عمر میں بڑے ہوں وہ بات کریں[17]۔"

حدیث میں "كَبِّرْ كَبِّرْ" (جو عمر میں بڑے ہوں وہ بات کریں) سے مراد بڑوں کی موجودگی میں اُس کے احترام کی خاطر چھوٹے کو بات میں پہل نہیں کرنی چاہیئے۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے:

"ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ (خواب میں) مسواک کر رہا ہوں تو میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا، تو میں نے چھوٹے کو مسواک دے دی پھر مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔ تب میں نے ان میں سے بڑے کو دی[18]۔"

### 7. جسمانی (بدنی) تربیت کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور پیارا ہے، دونوں میں سے ہر ایک میں خیر ہے[19]۔"

امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

"المراد بالقوة هنا عزيمة النفس والقريحة في أمور الآخرة[20]

"لیکن حدیث میں لفظِ "قوۃ" عام ہے۔ ہر اُس معنیٰ کو شامل ہے جس میں یہ مفہوم آتا ہو۔"

خود رسول اللہ ﷺ جسمانی صحت کے مقابلوں میں تو خود بھی شریک ہو جاتے تھے۔ روایت ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ بنو اسلم کے چند لوگوں پر گزر ہوا جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسماعیل علیہ السلام کے بیٹو ! تیر اندازی کرو کہ تمہارے بزرگ دادا اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے۔ ہاں ! تیر اندازی کرو، میں بنی فلاں (ابن الاکورع رضی اللہ عنہ) کی طرف ہوں۔ بیان کیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو (مقابلے میں حصہ لینے والے) دوسرے فریق نے ہاتھ روک لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کیا بات پیش آئی، تم لوگوں نے تیر اندازی بند کیوں کر دی؟ دوسرے فریق نے عرض کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو بھلا ہم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تیر اندازی جاری رکھو میں تم سب کے ساتھ ہوں[21]۔"

### 8. نکاح کرانا:

جوانی میں بلوغت اور اس کے بعد کا زمانہ جنسی خواہشات پیدا ہونے کی وجہ سے انتہائی حساس ہوتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے) جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے) مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں۔ جو اس کے سوا کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کر جانے والے ہیں۔ اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے) نکل جانے والے ہیں[22]۔"

ارشاد ربانی ہے:

"اور زنا کے بھی پاس نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے[23]۔"

اسی برائی سے بچنے لیکن نکاح کی طاقت نہ رکھنے والوں کے بارے میں، روایت ہے:

"نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لیے مالی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہیئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی بوجہ غربت طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا[24]۔

### 9. حکمت سے تربیت:

مسند احمد میں روایت ہے:

"ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کو کہنے لگا: اے اللہ کو رسول: مجھے زنا کی اجازت دیجئیے۔ پاس بیٹھے لوگ اُسے ڈانٹتے ہوئے کہنے لگے۔ "چُپ رہ، چُپ" آپ ﷺ نے فرمایا اسے مجھے قریب آنے دو۔ وہ آپ ﷺ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے (اُسے سمجھانے کی غرض سے) فرمایا: کیا تو یہ برداشت کر سکتا ہے کہ کوئی شخص ایسا فعل تمہاری والدہ کے ساتھ کرے۔ اُس نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤ اللہ کی قسم کبھی بھی نہیں۔ کوئی بھی اپنی ماں کے ساتھ غیر مرد کا یہ فعل نہیں چاہتا۔ پھر آپ ﷺ نے اُس سے اُس کی بیٹی، بہن، پھوپھی اور خالہ کے بارے میں اس قسم کے سوالات کیے اُس نے بھی پہلے جیسے جوابات دیئے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ کر دعا فرمائی: اے اللہ اس کے گناہ معاف فرمائے، دل صاف کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ پھر اس کے بعد اُس نوجوان نے کبھی بھی کسی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا[25]۔"

### 10. نوجوانوں میں اعتماد پیدا کرنا:

نوجوانوں پر اعتماد کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اُن کو بڑے بڑے اور اہم امور حوالے کئے گئے ہیں۔ مثلاً:

"جنگ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جنگی جھنڈا تیس سال کے ایک نوجوان کے ہاتھ میں دیا تھا اور اللہ تعالی نے اُن کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی تھی۔ یہ بات صحیحین کی روایت میں ہے۔ اور وہ نوجوان سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے[26]۔"

"ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قیادت ایک بیس سالہ نوجوان کو مرحمت فرمائی تھی۔ بلکہ ایک قول کے مطابق اُس کی عمر اٹھارہ سال تھی[27]۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا لیکن ان کی سرداری پر لوگوں نے اعتراض کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اگر آج تم ان کی امارت کو مطعون قرار دیتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اس کے والد (زید رضی اللہ عنہ) کی امارت کو بھی

مطعون قرار دیا تھا اور اللہ کی قسم! وہ امارت کے لیے سزاوار تھے اور وہ مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھے اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) ان کے بعد سب سے زیادہ مجھے عزیز ہے[28] " بلکہ اس سے دو یا تین سال پہلے بھی رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک سریّے میں ایک قبیلے کے پاس بھیجا تھا۔[29] "

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسے لشکروں میں شریک ہوا ہوں جو آپ نے روانہ کئے تھے۔ (مگر آپ خود ان میں نہیں گئے) کبھی ہم پر ابو بکر رضی اللہ عنہ امیر ہوئے اور کسی فوج کے امیر اسامہ رضی اللہ عنہ ہوئے[30]۔"

یہاں تک اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بچے کے بلوغت تک چند حقوق ذکر کئے گئے ہیں۔ اب عالمی منشور برائے انسانی حقوق(UDHR)1948ء کے روشنی میں بچوں کے حقوق کے حوالے سے بحث کی جائی گی۔(UDHR) کا دفعہ 25 شق 2 اور دفعہ 26 شق 3 ملاحظہ کیجیے۔ منشور کے دفعات اور بچوں کے حقوق کے کنونشن میں چند امور غور طلب ہے، جس پر اسلامی تعلیمات کی تناظر میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔

- زچہ اور بچہ کی مدد
- شادی کے ذریعے پیدا شدہ زچہ اور بچہ
- شادی کے بغیر پیدا شدہ زچہ اور بچہ

پہلے اور دوسرے نمبر پر مذکور امور کے بارے میں سیرت طیبہ میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ تیسرے نمبر پر "بچے" کے حوالے سے بھی مدد کرنے کے احکامات موجود ہیں۔ قرآن کرم میں ارشاد ہے:

"اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہو گا۔ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی (تو یاد رکھو کہ) نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے[31]۔"

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بچوں کی ماں کا نان نفقہ بچوں کے والد پر ہے۔ اپنے اپنے شہروں کی عادت اور دستور کے مطابق ادا کریں، نہ تو زیادہ ہو نہ کم بلکہ حسب طاقت و وسعت درمیانی خرچ دے دیا کرو جیسے فرمایا: "{لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا[32]" یعنی کشادگی والے اپنی کشادگی کے مطابق اور تنگی والے اپنی طاقت کے مطابق دیں، اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، عنقریب اللہ تعالیٰ سختی کے بعد آسانی کر دے گا[33]۔"

امام ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کے ساتھ بچہ بھی ہے تو اس کے دودھ پلانے کے زمانہ تک کا خرچ اس مرد پر واجب ہے۔"

اور ارشاد ہے:

"عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے سے انکار کر کے اس کے والد کو تنگی میں نہ ڈال دے بلکہ بچے کو دودھ پلاتی رہے اس لیے کہ یہی اس کے گزر بسر کا سبب ہے۔ دودھ سے جب بچہ بے نیاز ہو جائے تو بیشک بچہ، باپ کو دیدے لیکن پھر بھی نقصان رسانی کا ارادہ نہ ہو۔ اسی طرح خاوند اس سے جبراً بچے کو الگ نہ کرے جس سے بے چاری پریشان ہو جائی گی۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اگر عورتیں بچے کو دودھ پلایا کریں تو تم ان کی اجرت بھی دیا کرو اور آپس میں عمدگی کے ساتھ معاملہ رکھو۔ یہ اور بات ہے کہ تنگی کے وقت کسی اور سے دودھ پلوادو[34]۔"

چنانچہ یہاں بھی فرمایا اگر والدین باہم رضامندی سے کسی اور سے دودھ پلوانا چاہیں تو اس کی اجازت ہے۔اور دونوں پر کوئی گناہ بھی نہیں،اب کسی دوسری دایہ کو اُجرت دے کر دودھ پلوادیں۔(اس حکم کی اہمیت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے جس کے فورا بعد اللہ تعالی نے فرمایا)لوگوں !اللہ تعالیٰ سے ہر امر میں ڈرتے رہا کرو اور یاد رکھو کہ تمہارے اقوال وافعال کو وہ بخوبی جانتا ہے۔

امام بخاری نے تو اس حوالے سے ایک "باب" بھی قائم کیا ہے جس میں بہت ساری قرآنی آیات بھی لائے ہیں جیسا کہ :

" باب وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلاَدَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ}وَقَالَ :{وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلاَثُونَ شَهْرًا} .وَقَالَ : {وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ، وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ}[35]"

بچہ کے حوالے سے تو اسلام یہاں تک کہتا ہے کہ طلاق کے بعد بھی اگر عورت حاملہ ہو تو اُس کا نفقہ سابقہ شوہر پر ہے۔روایت میں آتا ہے۔مطلقہ صحابیہ اپنے سابقہ شوہر سے نفقہ مانگتی رہی،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :"تجھے اِس صورت میں نفقہ مل سکتی ہے اگر تو (سابقہ شوہر) سے حاملہ ہو[36]۔"

یہاں تک تو بات بالکل واضح ہے لیکن اس دفعے کی اس شق (شادی سے پہلے زچہ کی مدد) سے اسلامی تعلیمات یکسر مختلف ہیں کیونکہ یہاں غیر محسوس طریقے سے "زنا" کے لیے ایک چور دروازہ کھل رہا ہے۔کیونکہ دفعے میں شادی کے نتیجے میں یا شادی کے بغیر،زنا سے پیدا ہونے والے بچے اور اُس کی والدہ دونوں صورتوں میں یکساں مدد کے مستحق قرار دئے گئے ہیں۔بچے کے بارے میں تو کوئی کلام نہیں ہے۔چاہے وہ جس طریقے سے بھی پیدا ہوا ہو کیونکہ اُس کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔لیکن "زچہ" کے بارے میں واضح ہدایات ہیں کہ شادی کے بغیر "زنا" کے مرتکب کو سزا دی جائیگی۔چاہے یہ مرتکب "عورت" ہو یا "مرد"،اسی طرح چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔

سنن ابی داؤد میں ہے :

"ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا: میں نے زنا کر لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "واپس جاؤ"، چنانچہ وہ واپس چلی گئی، دوسرے دن وہ پھر آئی، اور کہنے لگی: شاید جیسے آپ نے ماعز بن مالک کو لوٹایا تھا، اسی طرح مجھے بھی لوٹا رہے ہیں، قسم اللہ کی میں تو حاملہ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' : جاؤ واپس جاؤ ''چنانچہ وہ پھر واپس چلی گئی، پھر تیسرے دن آئی تو آپ نے اس سے فرمایا'' : جاؤ واپس جاؤ، بچہ پیدا ہو جائے پھر آنا ''چنانچہ وہ چلی گئی، جب اس نے بچہ جن دیا تو بچہ کو لے کر پھر آئی، اور کہا: اسے میں جن چکی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' : جاؤ واپس جاؤ اور اسے دودھ پلاؤ یہاں تک کہ اس کا دودھ چھڑا دو ''دودھ چھڑا کر پھر وہ لڑکے کو لے کر آئی، اور بچہ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے وہ کھا رہا تھا، تو بچہ کے متعلق آپ نے حکم دیا کہ اسے مسلمانوں میں سے کسی شخص کو دے دیا جائے، اور اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کے لیے گڑھا کھودا جائے، اور حکم دیا کہ اسے رجم کر دیا جائے، تو وہ رجم کر دی گئی۔خالد رضی اللہ عنہ اسے رجم کرنے والوں میں سے تھے انہوں نے اسے ایک پتھر مارا تو اس کے خون کا ایک قطرہ ان کے رخسار پر آ کر گرا تو اسے برا بھلا کہنے لگے، ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' : خالد! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ ٹیکس اور چنگی وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بھی بخشش ہو جاتی''، پھر آپ نے حکم دیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اسے دفن کیا گیا[37]۔"

جناب نبی اکرم ﷺ نے زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو تحفظ فراہم کیا ہے اور اس کے تحفظ کی حد تک اس کی ماں کو بھی سہولت دی ہے لیکن اس ماں کے جرم کو معاف نہیں کیا اور اسے سزا دلوائی ہے،اس لیے زچہ بچہ دونوں کے لیے یکساں معاشرتی تحفظ کی بات اسلامی نقطۂ نظر سے درست نہیں ہے۔

دفعہ 26 کے شق 3 کے حوالے سے اسلامی تعلیمات واضح ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں "تعلیم" و "تعلم" کی اہمیت قرآن کریم کی پہلی نازل شدہ سورت "سورت العلق" سے واضح ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا ہے، کہ اپنے بچوں کو سب سے پہلے " لا إله إلا الله" سکھاؤ اور موت کے وقت بھی" لا إله إلا الله" کی تلقین کرو۔[38]اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہ معمول تھا کہ :جب بچہ بولنے لگتا تو اس کو سات بار یہ کلمہ (کلمہ توحید) پڑھاتے تھے[39]۔

دفعہ میں جبری تعلیم کے حوالے سے اسلامی تعلیمات بھی ایک حد تک اجازت دیتی ہیں جیسا کہ روایت میں ہے کہ :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) مارو،[40]۔"

انتظامی طور پر سب سے پہلے بچوں کی تعلیم کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے "مکاتب" جاری کیے اور اُن میں اساتذہ بھی بھرتی کئے۔ جیسا کہ روایت میں ہے:

"مدینہ منورہ میں تین اساتذہ تھے جو بچوں کو تعلیم دیتے تھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہر ایک کو ماہوار پندرہ درہم (وظیفہ) دیا کرتے تھے[41]۔"

آگے جا کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ترقی کر کے "تعلیم سب کے لیے" کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ذہین اور کند ذہن بچوں کی بھی رعایت فرمائی جیسا کہ روایت آتا ہے:

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مکتب جاری کر کے عامر بن عبداللہ خزاعی کو استاد مقرر کیا۔ اور سرکاری خزانے سے باقاعدہ اُن کے لیے "تنخواہ" مقرر فرمائی۔ اور اُن کو یہ حکم دیا کہ ذہین بچوں کو زبانی اور کند ذہن بچوں کو تختی پر لکھ کر تعلیم دیا کریں۔ پہلے تو پورے دن تک وہ بیٹھتے رہتے تھے پھر آرام کے لیے وقت دیا گیا[42]۔"

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بچوں کی تعلیم ایک منظم شکل میں ایک "محکمے" کے شکل اختیار کر گئی۔ "جب آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو فارس، شام، جزیرہ اور مصر کے تمام شہر فتح کیے وہاں مساجد بنائی، مصاحف لکھے، ہر جگہ قرآن کی تعلیم و تعلّم شروع فرمایا۔ مکاتب میں بچوں کو پڑھایا اور یہ سلسلہ دس سال سے زیادہ چلتا رہا۔ اس حوالے سے آپ رضی اللہ عنہ نے باقاعدگی سے مراتب کا لحاظ کرتے ہوئے تنخواہ دینے کا ایک منظم سلسلہ جاری فرمایا جیسا کہ اس بارے میں آیا ہے:

"(یعنی) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے مرتبے کے مطابق اور قرآن پڑھنے اور جہاد کرنے پر وظیفہ مقرر فرمایا[43]۔"

مفت اور بامقصد تعلیم اسلام کا روز اول سے مد نظر رہا ہے۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور خلافت میں یہ فرمان جاری کیا تھا:

"طالب علموں کا وظیفہ جاری کر کے اُن کو علم کے حاصل کرنے کے لیے فارغ کر دو[44]۔"

اس دفعہ میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ تعلیم کے حوالے سے والدین کا بھی ایک خاص کردار ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلام نے اس طرف بھی توجہ دلائی ہے جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

"عوام کی اولاد کو تعلیم دینے کے لیے "معلم" ضروری ہے جو اجرت لے ورنہ لوگ جاہل رہ جائیں گے[45]۔"

اسی طرح اس دفعہ کی ایک شق یہ بھی ہے کہ تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشو و نما ہو گی۔ اس حوالے سے بھی سیرت طیبہ اور اسلام میں ہدایات موجود ہیں۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

"اے رسول جو کچھ تمہارے پاس آئے ہیں اُن کو دوسروں تک پہنچاؤ[46]۔"

اسی طرح سورۃ العلق میں ہے:

"اے محمد (ﷺ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو، جس نے عالم پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا[47]۔"

یہاں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ 1۔ کائنات 2۔ انسان خود 3۔ علوم (چاہے جدید ہو یا قدیم)

تعلیم اور علم کا جامع اسلامی تصور یہ ہے کہ علم کی درجہ بالا تقسیم مختلف جہتوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور انہی سے اسلام ان تینوں کو اللہ تعالی سے منسلک کرنے کی خصوصیت کی بناپر دنیا کی تمام تہذیبوں اور مذاہب سے الگ اور خصوصیت کا حامل ہوتا ہے کہ کسی نے ایک، کسی نے دو، اور اگر کسی نے تینوں کو بھی لیا تو پھر بھی انہیں اللہ تعالی سے منسلک نہیں کیا، یہ خصوصیت صرف اور صرف اسلام ہی کی ہے۔ اُن کے حقوق کا ایک ایسا جامع پروگرام دنیا کو دیا ہے کہ آج تک دنیا کے کسی مذہب اور قانون نے اُنہیں نہیں دیا ہے۔

### 11. میراث کا حق:

اسلام سے پہلے بچوں کو میراث کا حق دار نہیں سمجھا جاتا بلکہ عربوں میں تو یہ رواج تھا کہ بچوں میں جو اسلحہ استعمال کرنے اور قبیلے کے دفاع میں لڑ سکنے والے ہوتے تھے صرف وہ میراث کے حق دار ہوا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس قانون کے تحت لڑکیاں ہمیشہ کے لیے محروم رہتی تھیں[48] لیکن قرآن نے صاف صاف حکم دے دیا:

"اللہ تعالی تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے[49]۔"

بچہ پیدا ہوتے ہی صرف رو کر، چیخ مار کر یا اُسے چھینک آجائے تو بھی وہ میراث کا حق دار ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"(ولادت کے وقت) بچہ وارث نہیں ہوگا جب تک کہ وہ زور سے استہلال نہ کرے"۔ راوی کہتے ہیں: بچے کے استہلال کا مطلب یہ ہے کہ وہ روے یا چیخے یا چھینکے[50]۔"

### 12. بچوں کا اہل خانہ پر حقوق:

#### حق نسب:

اسلام نے بچے کی کسی غیر کی طرف نسبت کرنا حرام قرار دیا ہے۔ اس وجہ سے عربوں میں مروّج قانون "متبنّٰی" کا خاتمہ بھی اس وجہ سے کیا گیا۔ ارشاد ہوا:

"لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے (حقیقی) باپوں کا علم ہی نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں، تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو۔ اللہ تعالی بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے[51]۔"

اسلام میں زنا کی حرمت کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس میں بچے کا نسب ضائع ہو جاتا ہے۔ طلاق یافتہ اور بیوہ کے لیے عدت کا حکم بھی اسی حکمت (حفاظت نسب) کے تحت دے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں، انہیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہو اسے چھپائیں، اگر انہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو، ان کے خاوند اس مدت میں انہیں لوٹا لینے کے پورے حقدار ہیں اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو۔ اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ۔ ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ تعالی غالب ہے حکمت والا ہے[52]۔"

اور بیوہ کے لیے عدت چار ماہ اور دس دن ہے:

"اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ ان کو ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالی جائیں۔ ہاں اگر وہ خود گھر سے نکل جائیں اور اپنے حق میں پسندیدہ کام (یعنی نکاح) کر لیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور خدا زبردست حکمت والا ہے[53]۔"

### 13. دودھ پلانے کا حق

ہر بچے کا والدین پر یہ حق بنتا ہے کہ دو، ڈھائی سال تک اُسے دودھ پلائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔ اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہوگا۔ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی (تو یاد رکھو کہ) نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور اسی طرح (نان نفقہ) بچے کے وارث کے ذمے ہے۔ اور اگر دونوں (یعنی ماں باپ) آپس کی رضامندی اور صلاح سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ تم دودھ پلانے والیوں کو دستور کے مطابق ان کا حق جو تم نے دینا کیا تھا دے دو اور خدا سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ اللہ تعالی تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے[54]۔"

### 14. پیدائش سے پہلے (حالت حمل میں) بچوں کی نگہداشت:

بچہ جب ابھی پیدا نہیں ہوا ہوا اُس وقت بھی اسلام اُس کے لیے آسانیاں تلاش کرتا ہے تاکہ پیدائش کے بعد اُس کے لیے کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو۔ صحیح نگہداشت کے لیے لازمی ہے کہ بچے کی ماں اوصافِ حمیدہ سے متصف ہو تاکہ وہ بچے کے لیے ایک صالح ماں بن کر اس کی تربیت احسن طریقے سے سرانجام دیں۔ اس کے عادات واطوار اور رہن سہن کا خاص خیال رکھنے والی ہو کیونکہ ایسی ہی عورت کے بارے حدیث میں آتا ہے:

"اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں) یعنی عرب کی عورتوں میں (قریش کی صالح، نیک عورتیں ہیں جو بچے پر بچپن میں سب سے زیادہ مہربان اور اپنے شوہر کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں[55]۔"

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے وضاحت فرمائی ہے:

"اس سے مراد قریش کی تمام عورتوں کا اچھا ہونا مراد نہیں ہے بلکہ وہ عورتیں مراد ہیں جو اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک (اور اس جیسے دوسرے اچھا رویہ) رکھنی والی ہو[56]۔"

### 15. لڑکی کے لئے اچھے اور نیک لڑکے کا انتخاب:

صحیح بخاری کی روایت ہے:

"جب (سیدناعمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی) حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا (اپنے شوہر) خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں اور خنیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے لیے حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ میں نے کچھ دنوں تک انتظار کیا۔ پھر مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور میں نے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ سے کر دوں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کی اس بے رخی سے مجھے عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملہ سے بھی زیادہ رنج ہوا۔ کچھ دنوں تک میں خاموش رہا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شادی کر دی[57]۔" اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کے بارے میں فکر مند تھے کہ اُس کا نکاح کسی اچھے اور نیک انسان سے ہو۔"

اچھا رشتہ مل جانے کی صورت میں شرم وحیاء سے کام نہیں لینا چاہئیے بلکہ دین داری کو دیکھ کر خود پہل کرنا چاہئیے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے:

"اس حدیث میں انسان کا اپنی بیٹی یا اُس کے زیر کفالت کسی دوسرے انسان کی بیٹی کا اُس شخص پر (نکاح کے لیے) پیش کرنا ہے جو کہ نیک وصالح ہو کیونکہ اس میں پیش کرنے والے انسان کا بھی فائدہ ہے اور اس بارے میں شرم وحیا نہیں کرنی چاہئیے[58]۔"

### 16. قتلِ اولاد کی ممانعت:

مختلف اسباب سے بچوں کا قتل، پہلے زمانے کی قوموں میں مختلف شکلوں میں موجود رہا ہے۔ مثلاً کمزور اور مریض بچوں سے گلوخلاصی بھی ریکارڈ کی گئی ہے[59]۔ عربوں کے ہاں تو قتل اولاد بلکہ اولاد کو زندہ در گور کرنا دنیا کی تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑ گئے ہیں۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہے:

""" عرب میں دوسرا گروہ اُن لوگوں کا تھا جو اپنے بچوں کو (چاہے لڑکا ہو یا لڑکی) قتل کرتے تھے، یا تو اس وجہ سے کہ اُن پر خرچ کرنے سے مال کم ہو جاتا تھا یعنی بخل کرتے تھے اور یا اُن کے پاس بچوں پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں ہوتا تھا[60]۔"

اس برے کام کی مذمت کرکے فرمایا:

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا۔(کیونکہ) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے[61]۔"

اور ارشاد ہے:

"اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں[62]۔"

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"اور جب لڑکی سے جو زندہ دفنادی گئی ہو پوچھا جائے گا۔ کونسی گناہ کے بنا پر تجھے قتل کیا گیا تھا[63]۔"

قتلِ اولاد کے فعلِ شنیع کو انتہائی درجے کی بے وقوفی بتلایا گیا ہے:

"جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بیوقوفی سے بے سمجھی سے قتل کیا اور خدا پر جھوٹ باندھ کر اس کی عطا کی ہوئی روزی کو حرام ٹھہرایا وہ گھاٹے میں پڑ گئے وہ بے شبہ گمراہ ہیں اور ہدایت یافتہ نہیں ہیں[64]۔"

اسی طرح بچے کی ولادت کے فوراً بعد کچھ آداب ہیں جن کی رعایت رکھنا ضروری ہوتا ہے مثلاً:

### 17. اچھا اور با معنی نام رکھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حوالے سے بہت احتیاط فرماتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سارے صحابہ کے نام تبدیل فرمائے تھے۔ حرب، حزن اور عبدالعزّٰی جیسے ناموں کی تبدیلی اسی وجہ سے فرمائی تھی۔ اچھے ناموں کے رکھنے کے بارے میں احادیث میں واضح طور پر احکام آئے ہیں:

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ کے نزدیک پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں[65]۔"

دوسری روایت میں نام بدلنے کا ذکر ہے:

"جب منذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہکی ولادت ہوئی تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو اپنی ران پر رکھ لیا۔ ابواسید رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے کسی چیز میں مصروف ہو گئے (اور بچہ کی طرف توجہ ہٹ گئی)۔ ابواسید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے بچے کے اٹھائے جانے کا حکم دیا۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ بچہ کہاں ہے؟ ابواسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے اسے گھر بھیج دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا کہ فلاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بلکہ اس کا نام منذر رہے۔ چنانچہ اسی دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہی نام منذر رکھا[66]۔"

### 18. عقیقہ اور صدقہ کرنا:

بچے کی پیدائش ایک عظیم نعمت ہے، خوشی کے اس موقعے پر اسلامی تعلیمات میں دعوت کا اہتمام کرنا بھی شامل ہے۔ ارشاد ہے:

."سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے اس لیے اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس سے بال دور کرو) سر منڈادو یا ختنہ کرو[67]۔"

### 19. تحنیک کرنا:

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کسی نیک، دین دار اور صالح انسان سے کھانے کی کوئی چیز چبوا کر بچے کو دیا جاتا ہے۔ چبوانے کا یہ عمل "تحنیک" کہلاتا ہے۔ اور یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے:

"جب عبداللہ بن ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا۔ رسول اللہ ﷺ اُس وقت ایک کملی اوڑھے تھے اور اپنے اونٹ پر روغن مل رہے تھے۔۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کھجور ہے؟ میں نے کہا جی ہے۔ پھر میں نے چند کھجوریں رسول اللہ ﷺ کو دیں آپ ﷺ نے اُن کو منہ میں ڈال کر چبایا۔ بعد میں اُس بچے کا منہ کھولا اور اُس کے منہ میں ڈال دیا۔ بچہ اُس کو چوسنے لگا آپ ﷺ نے فرمایا، انصار کو کھجور سے محبت ہے اور اُس کا نام عبداللہ رکھ دیا[68]۔"

## 20. بچے کا نان نفقہ باعث ثواب ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اللہ کے راستے میں دینار خرچ کرنا، غلام کے آزاد کرنے میں خرچ کرنا، غریب پر خرچ کرنا اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا، ان میں سب سے زیادہ اجر و ثواب والا وہ ہے جو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا[69]۔"

پیدائش کے بعد بچپن کی زندگی میں چند مراحل ایسے آتے ہیں جن کا بچے کے مستقبل پر دور رس اثرات ہوتے ہیں۔

## پہلا مرحلہ:

پہلا مرحلہ بچپن کا ہوتا ہے جو کہ تقریباً سات سال تک کا ہوتا ہے۔ یہ کھیل کود کا زمانہ ہوتا ہے بچہ بہت زیادہ پیار چاہتا ہے۔ نماز کے بارے میں عملاً کچھ نہ کچھ سکھانا چاہیئے۔ نرمی، شفقت، اور حکمت سے اُس کے اندر ایک باشعور انسان کی تشکیل کرنا والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

## 21. شفقت، نرمی اور محبت کی چند مثالیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اقرعبنحابسر ضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا[70]۔

اسلامی تعلیمات میں تو اس بارے میں بے شمار واقعات موجود ہیں جو بچوں پر شفقت اور رحم کی عملی تصویر ہیں۔ مثلاً

"اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر یہ دعا کرتے تھے" اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا "اے اللہ! مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت رکھ[71]۔"

دوسری روایت میں ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء کی نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے لیے اس حال میں نکلے، اور حسن یا حسین کو اٹھائے ہوئے تھے، جب آپ نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے تو انہیں () زمین پر) بٹھا دیا، پھر آپ نے نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دی، اور اپنی نماز کے دوران آپ نے ایک سجدہ لمبا کر دیا، تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر ہے، اور آپ سجدے میں ہیں، پھر میں اپنے سجدے کی طرف دوبارہ پلٹ گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کر لی تو لوگوں نے عرض کیا : اللہ کے رسول! آپ نے نماز کے درمیان ایک سجدہ اتنا لمبا کر دیا کہ ہم نے سمجھا کوئی معاملہ پیش آ گیا ہے، یا آپ پر وحی نازل ہونے لگی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :ان میں سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی، البتہ میرے بیٹے نے مجھے سواری بنا لیا تھا تو مجھے ناگوار لگا کہ میں جلدی کروں یہاں تک کہ وہ اپنی خواہش پوری کر لے[72]"

سنن ابوداؤد کی روایت ہے:

"عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے، اتنے میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں لال قمیص پہنے ہوئے گرتے پڑتے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر پڑے، انہیں اٹھالیا اور لے کر منبر پر چڑھ گئے پھر فرمایا" :اللہ نے سچ فرمایا ہے:" إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ[73]""تمہارے مال اور اولاد آزمائش ہیں"، میں نے ان دونوں کو دیکھا تو میں اپنے آپ کو قابو نہ کر سکا"، پھر آپ نے دوبارہ خطبہ دینا شروع کر دیا۔[74]"

سیدہ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں لیے ہوئے نماز پڑھی تھی:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (بعض اوقات) نماز پڑھتے وقت اٹھائے ہوتے تھے۔ ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی حدیث میں ہے کہ سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے[75]۔"

یہ شفقت اور نرمی صرف اپنی اولاد تک محدود نہیں رکھنی چاہئیے بلکہ تمام بچوں تک یہ حلقہ وسیع کرنا اسلامی تعلیمات ہیں۔ روایت میں آتا ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم بچوں سے بھی دل لگی کیا کرتے، یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی ابو عمیر سے مزاحاً فرماتے» يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ". "«اے ابو عمیر! تیری نغیر نامی چڑیا تو بخیر ہے؟[76]"

دور جدید کے علم نفسیات کے ماہرین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ بچپن میں بچوں کے ساتھ نرمی اور احتیاط کا سلوک اُن کے مستقبل پر خوشگوار اثرات مرتب کرتے ہیں اس کے برخلاف جن بچوں سے سختی اور بے احتیاطی کا سلوک کیا جائے تو عام طور پر وہ بچے اطمینان کی زندگی نہیں گزارتے اور اکثر احساس کمتری کا شکار رہتے ہیں۔ اس حکم کا تعلق بچے اور بچی دونوں سے ہے اور مقصد یہ ہے کہ شعور کی عمر کو پہنچتے ہی شریعت کے اوامر ونواہی اور دیگر آداب کی تلقین ومشق کا عمل شروع ہو جانا چاہیے۔ اسلام میں جسمانی سزا کا تصور موجود ہے مگر بے تکا نہیں ہے۔ پہلے تین سال تک تو ایک طرح سے والدین کا امتحان ہے کہ زبانی تلقین سے کام لیں اور خود عملی نمونہ پیش کریں۔ اس مرحلے میں اگرچہ بچہ مکلف تو نہیں ہوتا لیکن پھر بھی سیرت طیبہ میں بچوں کی تعلیم وتربیت کے خاطر اُن پر کڑی نظر رکھنی کی تلقین کی گئی ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہے:

"حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے زکوۃ کی کھجوروں کے ڈھیر سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چھی چھی! نکالو اسے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے[77]۔"

اس حدیث کی تشریح میں علامہ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

"اس سے بچوں کو مساجد لانا اور منفعت بخش آداب کی تعلیم دینا، مضرت رساں، ناجائز اور حرام کاموں سے منع کرنے کا جواز ملتا ہے۔ اگرچہ وہ ابھی سے غیر مکلف ہوتا کہ ابھی سے نیک کاموں کی عادی بن جائے[78]۔"

بچہ جب دس سال کا ہو جائے تو اس کی تربیت کا انداز بدل کر نماز نہ پڑھنے پر تادیباً مارنے کا حکم ہے۔

## 22. کھانے پینے کے بارے میں بچوں کے لیے ہدایات:

ارشاد ہے:

"ایک صحابی فرماتے ہیں، میں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور) کھاتے وقت (میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا[79]۔"

### 23. جسمانی تربیت کی تعلیم دینا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر ہے، دونوں میں سے ہر ایک میں خیر ہے، ہر اس چیز کی حرص کرو جو تمہیں نفع دے، اور اللہ سے مدد طلب کرو، دل ہار کر نہ بیٹھ جاؤ، اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو یہ نہ کہو: کاش کہ میں نے ایسا ویسا کیا ہوتا تو ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہو: جو اللہ نے مقدر کیا تھا اور جو اس نے چاہا، کیا۔ اس لیے کہ "اگر مگر" شیطان کے عمل کے لیے راستہ کھول دیتا ہے[80]۔"

جس طرح والدین اولاد کے نان نفقے کے ذمہ دار ہوتے ہیں بالکل اسی طرح اُن کی تعلیم و تربیت کے ذمہ داری بھی اُن کی ہے۔ ارشاد ہے:

"تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور اُس سے اس کی نگہبانی کے بارے میں پوچھا جائے گا[81]۔"

### 24. میاں بیوی کے درمیان طلاق، خلع کی صورت میں بچے کے حقوق:

امام ابو داؤد رحمہ اللہ سے روایت ہے:

"ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ میرا بیٹا ہے، میرا پیٹ اس کا گھر رہا، میری چھاتی اس کے پینے کا برتن بنی، میری گود اس کا ٹھکانہ بنی، اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دی ہے، اور اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : جب تک تو (دوسرا) نکاح نہیں کر لیتی اس کی تو ہی زیادہ حقدار ہے[82]۔"

اور جب کچھ بڑا ہو جائے اور اپنے پرائے میں تمیز کرنے والا بن جائے تو پھر اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ کس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے جیسا کہ نسائی کی روایت ہے:

"ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرا شوہر میرا بیٹا مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے جب کہ مجھے اس سے فائدہ) و آرام (ہے، وہ مجھے عنبہ کے کنویں کا پانی) لا کر (پلاتا ہے،) اتنے میں (اس کا شوہر بھی آ گیا اور اس نے کہا: کون میرے بیٹے کے معاملے میں مجھ سے جھگڑا) اور اختلاف (کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) اس کے بیٹے سے کہا (: اے لڑکے! یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں ہے، تو تم جس کے ساتھ رہنا چاہو اس کا ہاتھ پکڑ لو چنانچہ اس نے اپنی ماں کا ہاتھ تھام لیا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئی[83]۔"

**فائدہ:**

میاں بیوی کی باہمی تفریق کی صورت میں بعد بچے کس کے پاس رہیں گے؟ اس بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے:

"احناف کے نزدیک اس وقت تک بچہ ماں کے ساتھ رہے گا جب تک کہ وہ عورتوں سے متعلق خدمات (کھلانا، پلانا، دھونا وغیرہ) سے بے نیاز نہ ہو۔ لڑکی تب تک ماں یا نانی کے ساتھ رہے گی جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے کیونکہ وہ عورتوں سے متعلق آداب کے محتاج ہوتی ہے اور یہ کام ماں ہی کر سکتی ہے۔ بلوغت کے بعد باپ کے ساتھ رہے گی کیونکہ اُس وقت اسے مضبوط سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ باپ ہی پورا کر سکتا ہے۔ مالکیہ کے نزدیک حضانت کا یہ حق لڑکے میں بلوغت تک اور لڑکی میں شادی کے زمانے تک رہتا ہے۔ شوافع کے نزدیک اگر یہ لڑکا/لڑکی سات یا آٹھ سال کا ہو اور تمیز کرنے والا ہو تو بچے کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ کس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ کیونکہ رسول ﷺ نے یہی عمل فرمایا تھا۔ حنابلہ کے نزدیک جب یہ عقل مند بچہ سات سال تک پہنچ جائے تو اُسے اختیار ہو گا کما قال الشوافع[84]۔"

امام ابن حجر الشافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جمہور علماء اسلام کا مذہب یہ ہے کہ بیٹے کی بلوغت اور بیٹی کی شادی تک بچوں کا نفقہ باپ کے ذمے واجب ہے، اس کے بعد ضروری نہیں ہے۔ہاں اگر یہ بچے زمنی نہ ہو۔پس اگر ان بچوں کا مال ہو تو پھر باپ پر کچھ بھی لازم نہیں ہے۔اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اس حکم میں بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ پوتے اور نواسے بھی شامل کئے ہیں[85]۔"

## 25. نتائج بحث

بچپن کا مرحلہ انسانی زندگی کا ایک اہم جزو ہوتا ہے۔علم و معلومات کی ابتدا، اس مرحلے سے شروع ہو جاتی ہے۔بعام و شراب کے ساتھ دوسرے امورِ زندگی کے ساتھ اُس کا واسطہ پڑتا ہے۔اس مرحلے میں ہر اچھی اور بُری عادت کو قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔نہ صرف قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے بلکہ ہمیشہ کے لیے اُس کے ذہن میں نقش ہوتا ہے۔یہ مرحلہ زندگی کے بننے اور بنانے کا مرحلہ ہوتا ہے۔اس وجہ سے اسلام نے خصوصی طور پر اس مرحلے پر بچوں کے ساتھ انتہائی احتیاط سے برتاؤ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ماں کی پیٹ سے لے کر زمین کی پیٹ تک اسلام نے بچے کو خصوصی اہمیت دی ہے۔حالت حمل میں بھی بچہ قابل احترام ہے۔کیونکہ دو عورتیں تھیں، ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا جس سے اس کے پیٹ کا حمل گر گیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں ایک غلام یا باندی کا دیت میں دیئے جانے کا فیصلہ کیا۔بلکہ حکم تو یہ ہے کہ اگر ماں مار سے مر گئی پھر اس کے بعد بچہ زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا۔تو اس پر ماں اور بچے دونوں کی دیت ہو گی۔کیونکہ در حقیقت وہ دو افراد کا قاتل ہے۔اسی طرح حطفولیت ہے۔ارشاد ربانی کی رو سے اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل کرنا حرام ہے۔(کیونکہ) بچے اور والدین کو رزق اللہ تعالی ہی دیتے ہیں۔قتل اولاد ایک جرم شنیع ہے۔ارشاد باری تعالی کی رو سے جب زندہ در گور لڑکی سے پوچھا جائے گا، کونسے گناہ کے وجہ سے تو قتل ہوئی۔شباب یعنی نوجوانی کا زمانہ بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔بہت سارے احادیث سے جوانوں میں صفاتِ جمیلہ کے پیدا کرنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔کہ قیامت کے دن وہ نوجوان بھی عرش کے سایے میں ہوگا جس نے اللہ کی عبادت میں جوانی پائی۔اور ارشاد ہے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو۔۔ یہ حدیث تو نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایک مکمل ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ: حکم کے لحاظ سے تو حدیث عام ہے لیکن روئے سخن نوجوانوں کی طرف ہے۔نوجوان میں عزت، کرامت اور قوت نفس پیدا کرنی والے ذات سے تعلق جوڑنے کے لیے" إذا سألت فاسأل الله "فرمایا۔نوجوانوں میں تقدیر پر ایمان اور یقین رکھنے کی کوشش کرانے کی طرف اشارہ ہے۔اخلاقی آداب سکھانے کے حوالے سے کافی ارشادات ہیں۔کھانے کے آداب میں بسم اللہ پڑھنا، داہنے ہاتھ سے کھانا اور برتن میں وہاں سے کھانا جو جگہ اُس کے نزدیک ہو۔بڑوں کا احترام سکھانے کے حوالے سے ارشاد ہے، سیدنا محیصہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کسی نے قتل کیا تھا۔اس سلسلے میں عبدالرحمٰن بن سہل (عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بھائی) اور مسعود کے دونوں صاحبزادے محیصہ اور حویصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، گفتگو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے شروع کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو تم لوگوں میں عمر میں بڑے ہوں وہ بات کریں۔جسمانی (بدنی) تربیت کرنا بھی اپنی جگہ مسلم ہے کیونکہ طاقتور مومن اللہ تعالی کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور پیارا ہے۔۔خود رسول اللہ ﷺ جسمانی صحت کے مقابلوں میں تو خود بھی شریک ہو جاتے تھے۔جوانی میں بلوغت اور اس کے بعد کا زمانہ جنسی خواہشات پیدا ہونے کی وجہ سے انتہائی حساس ہوتا ہے۔اس بارے میں اسلام جلد از جلد نکاح کا حکم دیتا ہے۔حکمت سے تربیت کے بارے ہے کہ ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کو کہنے لگا: اے اللہ کو رسول: مجھے زنا کی اجازت دیجئیے۔پاس بیٹھے لوگ اُسے ڈانٹتے ہوئے کہنے لگے۔"چُپ رہ، چُپ" آپ ﷺ نے فرمایا اسے مجھے قریب آنے دو۔وہ آپ ﷺ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔آپ ﷺ نے (اُسے سمجھانے کی غرض سے) فرمایا: کیا تو یہ برداشت کر سکتا ہے کہ کوئی شخص ایسا فعل تمہاری والدہ کے ساتھ کرے۔اُس نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤ اللہ کی قسم کبھی بھی نہیں۔کوئی بھی اپنی ماں کے ساتھ غیر مرد کا یہ فعل نہیں چاہتا۔پھر آپ ﷺ نے اُس سے اُس کی بیٹی، بہن، پھوپھی اور خالہ کے بارے میں اس قسم کے سوالات کیے اُس نے بھی پہلے جیسے جوابات دیئے۔نوجوانوں پر اعتماد کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اُن کو بڑے بڑے اور اہم امور حوالے کئے گئے ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا بلکہ اس سے دو یا تین سال پہلے بھی رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک سریّے میں ایک قبیلے کے پاس بھیجا تھا۔سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسے لشکروں میں شریک ہوا ہوں جو آپ نے روانہ کئے تھے۔(مگر آپ خود ان میں نہیں گئے) کبھی ہم پر ابو بکر رضی اللہ عنہ امیر ہوئے اور کسی فوج کے امیر اسامہ رضی اللہ عنہ ہوئے۔

## 26. مصادر و مراجع References

1 لسان العرب: جمال الدین ابن منظور (دار صادر، بیروت، 1414ھ) 11:401
Lisan ul Arab: Jamal Uddin Ibn Munzoor (Dar Sadir, Beruit, 1414 H) 11: 401

2 القاموس المحیط: یعقوب فیروز آبادی (مکتبہ التراث، بیروت، 2005ء) 1:1325
Al-Qamosul Mukheet: Yaqoob Feroz Abadi (Maktabul Turras, Beruit, 2005) 1: 1325

3 سورۃ غافر 67:40
Surah Ghafir 40: 67

4 سورۃ النور 31:24
Surah Al-Noor 24: 31

5 عالمی منشور برائے انسانی حقوق کا دفعہ نمبر 25،26
UDHR1948,Article25,26

6 صحیح البخاری: امام بخاری (دار طوق النجاۃ، 1422ھ) حدیث (5759)
Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari (Dar Tauqul Nijat, 1422 H) Hadith (5759)

7 محمد بن محمد، البابرتی، العنایہ شرح الہدایہ، کتاب الدیات، فصل فی الجنین، دار الفکر، بدون طبعۃ وبدون تاریخ
Al Inaya Sharha Hedaya:Muhamad bin Muhammad,Al babartee(Dar ul fikar,Witout Date)

8 سورۃ الاسراء 31:17
Surah Isra17: 31

9 سورۃ الانعام 151:6
Surah Anaam6: 151

10 سورۃ التکویر 8:81
Surah Takweer81: 8

11 سورۃ الانعام 140:6
Surah Anaam6:140

12 سورۃ لقمان 13:31
Surah Luqman31: 13

13 سورۃ لقمان 19/16:19
Surah Luqman31: 16

14 بخاری، رقم: 660، صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل اخفاء الصدقۃ، رقم: 2427
Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (2427)

15 سنن ترمذی، محمد بن عیسیٰ، دار الکتاب العلمیہ بیروت، بدون تاریخ) رقم: 2516
Sunan e Termizi:Muhammad bin Esa(Darul kitab elmia)Hadith,2516

16 نفس مصدر

17 صحیح بخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب الموادعۃ والمصالحۃ مع المشرکین بالمال وغیرہ، واثم من لم یف بالعھد، رقم: 3173،
Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari , Hadith (3173)

18 صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب دفع السواک الی الاکبر، رقم: 246، صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، باب رؤی النبی ﷺ، رقم: 6071
Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (6071)

19 صحیح مسلم، کتاب، باب فی الامر بالقوۃ وترک العجز، رقم: 6945
Sahih Muslim:Muslim bin Hajjaj,Hadith6945

20 المنهاج شرح صحیح مسلم،النووی، یحی بن شرف، داراحیاءالتراث العربی، بیروت، 1392ھ، ج16، ص215

Sharhun Nawave:Yahya ibni Sharaf(Dar r Ihya al Turaas 1392H)16:215

21 صحیح بخاری، کتاب الجھادالسیر، باب التحریض علی الرمی، رقم:2899

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (2899)

22 سورۃالمؤمنون23:5/7

Surah Mumenoon23:5,7

23 سورۃالاسراء17:32

Surah Esraa17: 32

24 بخاری، کتاب ا لنکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم: رقم5066، صحیح مسلم، کتاب ا لنکاح، باب استحباب ا لنکاح لمن ثاقت نفسہ ووجد مؤنۃ، رقم3464

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari , Hadith (3464)

25 مسند احمد، باقی مسندالانصار، حدیث ابوامامہ الاباہلی، صدی بن عجلان، رقم:22265

Musnad e Ahmad:Ahmad bin Hanbal,Hadith22265

26 بخاری کتاب الجہاد والسیر، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناس الی الاسلام والنبوۃ، رقم:2942، مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، رقم:6376

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (6376)

27 الاصابہ فی تمییزالصحابہ، ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ/1994ء، ج1ص49

Al Isaba:Ibni Hajar,(Dar ul kutub al ilmia)1:49

28 بخاری، کتاب الاحکام، باب من لم یکترث بطعن من لایعلم فی الامراء حدیثا، رقم:3730، مسلم، کتاب الفضائل، بابفضائل زید بن حارثۃ واسامۃ بن زید، رقم:6417

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (3730)

29 بخاری، کتاب المغازی، بابعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامۃ الی الحرقات من جھینۃ، رقم:4269

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (4269)

30 بخاری، کتاب المغازی، بابعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامۃ الی الحرقات من جھینۃ، رقم:4271،4270

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (4270,4271)

31 سورۃالبقرہ2:233

Surah Baqara2: 233

32 سورۃالطلاق65:7

Surah Talaq65:7

33 تفسیرالقرآن العظیم، ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، دارالطیبۃ للنشر والتوزیع، 1420ھ، ج1، ص634

Ibni Kathir:Imad Ud Din Ibni Kathir(Dar ul Tayba)1:634

34 سورۃالطلاق65:6

Surah Talaq65: 6

35 بخاری، کتاب النفقات، باب نمبر3

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Chapter (3)

36 سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی نفقۃ المبتوتۃ، رقم:2292

Sunan Abu Daud:Suliman ibni Ashaas(Dar ul Tayba)Hadith:2292

37 سنن ابوداؤد، کتاب الحدود، باب المراۃ اللتی امر النبی برجمھا، رقم:4444

Sunan Abu Daud:Hadith:2292

38 مسند احمد، ج2، ص170، رقم:6586

Musnad Ahmad:Hadith 6586

39 عبید ابن سلام، غریب الحدیث، ج163، 1، الطبعة: الاولی بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدر آباد الدكن الهند سنة1384ھ-/1964م

Gharreeb Ul Hadith: Ubaid ibni salam(Daeratul Maarif 1384H)1:163

40 سنن ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب متی یؤمر الغلام بالصلوة، رقم:495

Sunan e Abu daud:Hadith495

41 علی بن احمد، ابن حزم، المحلی، ج8، ص195، دار الفکر للطباعة والنشر التوزیع، س نامعلوم

Al Muhalla: Ali Ibni Ahmad(Dar ul Fikar )8:195

42 مجلہ منار الاسلام، ابوظبی، جمادی الاولی، 1400ھ

Manar ul Islam Journal:Abu Dhabi ,1400H

43 احمد بن یحیٰ، البلاذری، فتوح البلدان، ج3، ص551،

Futooh Al Buldaan: Ahmad ibni Yahya,3:551

44 یوسف بن عبداللہ، النمری، جامع بیان العلم وفضلہ، ج1، ص334، مؤسسة الریان، دار العلم، 1424ھ

Jami Bayan Al Ilam wa Fazlihe:Yousuf ibni Abdullah(Muassesat al Rayyan1424H)1:334

45 تربیت الاولاد فی الاسلام، ج1، ص291

Tarbeat ul Awlad e Fil Islam:1:291

46 سورة المائدہ5:67

Surah Mayeda5: 67

47 سورة العلق96:4،3،2،1

Surah Alaq96:1to 4

48 محمد بن احمد، القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج5ص46دار الکتب المصریة، قاھرہ، 1384ھ

Qurtabe:Muhammad bin Ahmad(Dar ul Kutub 1384H) 5:46

49 النساء4:11

Surah Ghafir 40: 67

50 محمد بن یزید، ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الفرائض، باب اذا استھل المولود ورث، رقم"2751، مکتبہ ابو المعاطی۔ سن نامعلوم

Sunan e Ibni Maja: Muhammad bin Yazeed(Maktba Abul Maatee)Hadith:2751

51 سورة الاحزاب33:5

Surah Ahzab33: 5

52 سورة البقرة2:228

Surah Baqara2: 228

53 سورة البقرہ2:234

Surah Baqara2:234

سورۃالبقرۃ233:2 54

Surah Baqara2:233

صحیح بخاری، کتاب النفقات، باحفظ المرأۃزوجھافي ذات یدہ والنفقۃ، رقم:5365 55

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (5365)

فتح الباری، ج9، ص125 56

Fathul Bari:9:125

صحیح بخاری، کتاب ا لنکاح، باب عرض الانسان ابنتہ اواختہ علی اھل الخیر، رقم:5122 57

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari , Hadith (5122)

فتح الباری ج9، ص178 58

Fathul Bari:9:178

اضواء علی الرعایۃالاجتماعیۃ، ص278 59

Azwa ala Reayat al Ijtimaeea:278

فتح الباری، ج10ص406 60

Fathul Bari:01:406

سورۃالاسراء31:17 61

Surah Esraa17: 31

سورۃالانعام151:6 62

Surah Anaam6:151

سورۃالتکویر8:81 63

Surah Takweer81: 8

سورۃالانعام140:6 64

Surah Anaam6: 140

صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب النہی عن التکنی بابی القاسم۔رقم:5709 65

Sahih Muslim:Hadith 5709

بخاری، کتاب الادب، باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ، رقم:6191، مسلم، کتاب الاداب باب استحباب تحنیک المولود، رقم:5745 66

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari , Hadith (5745)

بخاری، کتاب العقیقۃ، باب اماطۃالاذی عن الصبی فی العقیقۃ، رقم:5472 67

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (5472)

مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ، رقم:5736 68

Sahih Muslim:Hadith 5736

مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال والمملوک، رقم:2358 69

Sahih Muslim:Hadith 2358

بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃالولد وتقبیلہ ومعانقتہ، رقم:5997 70

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari, Hadith (5997)

بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، رقم:3747 71

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari , Hadith (3747)

72 احمد بن شعیب،النسائی،المجتبیٰ من السنن(سنن نسائی)،کتاب التطبیق،باب ھل یجوز ان تکون سجدۃ اطول من سجدۃ،رقم:1141، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب،1406

Sunan e Nasaee:Hadith 1141

73 سورۃالتغابن15:64

Surah Taghabun64: 15

74 ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب الامام یقطع الخطبۃ للامر یحدث، رقم:1111

Sunan Abu Daud:Hadith:1111

75 بخاری، کتاب الصلاۃ، باب إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلَاةِ، رقم:516۔ مسلم، کتاب المساجد، باب جواز حمل الصبیان فی الصلوۃ، رقم:1240

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari , Hadith (516)

76 بخاری، کتاب الادب، باب الانبساط الی الناس، رقم:6129، مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ، رقم:5747

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari , Hadith (6129)

77 بخاری، کتاب الذکر، باب مایذکر فی الصدقۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم:1491

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (1491)

78 فتح الباری، ج3ص355

Fath Al Bari:3:355

79 بخاری، کتاب الاطعمہ، باب التسمیۃ علی الطعام والأکل بالیمین، رقم:5376، مسلم، کتاب الاشربۃ، باب آداب الطعام والشراب واحکامہما، رقم:5388

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari ,Hadith (5376)

80 مسلم، کتاب االقدر، باب فی الامر بالقوۃ وترک العجز والاستعانۃ باللہ۔ رقم:6945

Muslim:Hadith 6945

81 صحیح بخاری،کتاب فی الاستقراض،باب العبد راع فی مال سیدہ ولایعل الا باذنہ،رقم2409، صحیح مسلم،کتاب الامارۃ،باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ الجائر والحث علیہ، رقم4828

Sahih ul Bukhari: Imam Bukhari, Hadith (2409)

82 سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب من احق بالولد، رقم:2278

Sunan Abu Daud:Hadith:2278

83 سنن نسائی، النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، شام،1406ھ/1986ء رقم:3496

Sunan e Nisaaee:Ahmad ibni Shuaib(Maktb ul Matbooaat,Serya1406H)Hadith:3496

84 وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج7ص744،743،742، دار الفکر دمشق، بدون تاریخ

Alfiqh Al Islami Wa Adellatihe:Wahbat Ul Zuheele(Dar al fikar)7:742,743,744

85 احمد بن علی، ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج9ص502،501دار المعرفۃ، بیروت1379ھ

Fath ul Bari: Ibni Hajar(Dar ul maarifat,Beruit1379H)9:501,502